محمد شفیق کوکب☆

ماہِ محرم الحرام کے اہم واقعات!

[1 نبوی تا 11 هجری]

ماہِ محرم سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد تو آنحضرت ﷺ کے واقعۂ ہجرت پر ہے، لیکن اس اسلامی سن کا تقرر اور آغازِ استعمال ۱۷ھ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت سے ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر تھے، ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان آتے تھے جن پر تاریخ درج نہ ہوتی تھی، ۱۷ھ میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس جمع فرمایا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا، تبادلۂ افکار کے بعد قرار پایا کہ اپنے سن تاریخ کی بنیاد واقعۂ ہجرت کو بنایا جائے اور اس کی ابتدا محرم الحرام سے کی جائے، کیونکہ ۱۳/ نبوت کے ذوالحجہ کے بالکل آخر میں مدینہ کی طرف ہجرت کا منصوبہ طے کرلیا گیا تھا اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔ [فتح الباري: ۳۳۴/۷، رقم الحديث: ۳۹۳۴، طبع دار السلام]

مسلمانوں کا یہ اسلامی سن بھی اپنے معنی ومفہوم کے لحاظ سے ایک خاص امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ مذاہبِ عالم میں اس وقت جس قدر سنین مروّج ہیں وہ عام طور پر یا تو کسی مشہور انسان کے یومِ ولادت کی یاد دِلاتے ہیں یا کسی قومی واقعۂ مسرت وشادمانی سے وابستہ ہیں کہ جس سے نسلِ انسانی کو بظاہر کوئی فائدہ نہیں، مثلاً مسیحی سن کی بنیاد سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا یومِ ولادت ہے، یہودی سن، فلسطین پر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی کے ایک پر شکوہ واقعہ سے وابستہ ہے، بکرمی سن راجہ بکرماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے جبکہ رومی سن فاتح اعظم سکندر کی پیدائش کو واضح کرتا ہے، لیکن اسلامی سن ہجری عہدِ نبوت کے ایک ایسے واقعہ سے وابستہ ہے جس میں یہ سبق پنہاں ہے کہ اگر مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کے نتیجے میں تمام اطراف سے مصائب وآلام میں گھر جائے، بستی کے تمام لوگ اس کے دشمن اور درپے آزار ہوجائیں، خویش واقارب بھی اس کو ختم کرنے کا عزم کرلیں، اس کے دوست احباب بھی اسی طرح کی تکالیف میں مبتلا کردیئے جائیں، شہر کے تمام سربرآوردہ لوگ اس کو قتل کرنے کا منصوبہ باندھ لیں، اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے اور اس کی آواز کو جبراً روکنے کی کوشش کی جائے تو اس وقت وہ مسلمان انسان کیا کرے؟ اس کا حل اسلام نے یہ تجویز نہیں کیا کہ باطل کے ساتھ مصالحت کرلی جائے، تبلیغ حق میں مداہنت اور رواداری سے کام لیا جائے۔ بلکہ اس کا حل اسلام نے یہ بتلایا ہے کہ ایسی بستی اور شہر پر حجت تمام کرکے وہاں سے ہجرت اختیار کرلی جائے۔

☆ لیکچرار ماڈرن کالج آف کامرس، فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ

غزوات وسرایا

◉ غزوۂ قرقرۃ الکدر [محرم الحرام ۲ ہجری]

نصف محرم الحرام کو رسولِ کریم ﷺ ہجرت کے تئیسویں مہینے غزوۂ قرقرۃ الکدر یا قرارۃ الکدر کے لیے روانہ ہوئے، یہ مقام معدن بنی سلیم کے قریب ہے جو سدِ معونہ کے اس طرف الارحصیہ کے علاقے میں ہے، مدینۂ نبویہ اور معدن کے درمیان تقریباً ۹۶ میل کا فاصلہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا، آپ ﷺ مدینےکی ذمہ داری عبداللہ بن ام مکتومؓ کو سونپ گئے تھے۔ خبر پہنچی کہ اس مقام پر سلیم وغطفان کا ایک گروہ ہے، آپ ﷺ ان کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا، اُصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا، اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ رہے، چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام یسار تھا، اس سے لوگوں کے بارے میں دریافت فرمایا، اس نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں میں تو پانچویں دن پانی کے لئے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے، لوگ کنوؤں اور پانی کی طرف جاچکے ہیں اور ہم لوگ چوپایوں کے لئے گھروں سے دور ہیں۔

رسول ﷺ جب وہاں سے لوٹے تو آپ ﷺ کے قبضے میں اس قوم کے پانچ سو اونٹ تھے اور واپس آتے ہوئے مدینہ سے تین میل دور صرار کے مقام پر آپ ﷺ نے ان غنیمت کے مویشیوں کو لوگوں میں تقسیم کردیا جس میں آپؐ نے ایک اپنا خمس نکال کر باقی چار خمس صحابہؓ میں بانٹ دیئے۔ اس تقسیم میں جب کہ لوگوں کی تعداد دوسو تھی فی آدمی دو اُونٹ حصے میں آئے۔ یسار نبی کریم ﷺ کے حصے میں آیا آپ ﷺ نے اسے آزاد کردیا اس لئے کہ اسے نماز میں پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ [طبقات ابن سعد: ۳۱/۲]

◉ غزوہ ذی اُمر (محرم ۳ ہجری)

معرکہ بدر و اُحد کے درمیانی عرصے میں رسول اللہ کے زیر قیادت یہ سب سے بڑی مہم تھی جو محرم سنہ ۳ ہجری میں پیش آئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینے کے ذرائع اطلاعات نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع فراہم کی کہ بنو ثعلبہ اور محارب کی بہت بڑی جماعت چھاپے مارنے کے لئے اکٹھی ہورہی ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور سوار و پیادہ پر مشتمل چار سو نفری لے کر روانہ ہوئے اور حضرت عثمان بن عفانؓ کو مدینے میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

راستے میں صحابہؓ نے بنو ثعلبہ کے جبار نامی شخص کو گرفتار کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے حضرت بلالؓ کی رفاقت میں دے دیا اور اس نے گائیڈ کی حیثیت سے مسلمانوں کو دشمن کی سرزمین تک راستہ بتایا۔

اِدھر دشمن کو جیش مدینہ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ گردوپیش کی پہاڑیوں میں بکھر گئے، لیکن نبی کریم ﷺ نے پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر کے ہمراہ اس مقام تک تشریف لے گئے جسے دشمن نے اپنی کمک کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ درحقیقت ایک چشمہ تھا جو ذی امرُ کے نام سے معروف تھا۔ [الرحیق المختوم، ص۳۹۶]

◉ سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزمي (محرم ۴ ہجری)

یہ سریّہ ابوسلمہ کی سرکردگی میں محرم کے مہینے میں قطن کی جانب ہوا جہاں بنی اَسد بن خزیمہ کا چشمہ تھا۔رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی کہ طلیحہ وسلمہ فرزندان خویلد اپنے پیروکاروں کو اپنی قوم میں جا کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ابُوسلمہ کو بلایا،ان کے لئے جھنڈا مقرر کیا اور مہاجرین وانصار کے ہمراہ ایک سو پچاس آدمی روانہ کئے اوران سے فرمایا، جاؤ بنی اسد پہنچو یہ نہ ہو کہ وہاں کی جماعتیں تمہارے مقابلے میں آجائیں۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کردی معمولی راستے کو ترک کردیا،الاخبار سے گذر کر قطن کے قریب پہنچ گئے،حملہ کرکے اس جگہ پر قبضہ کرلیا،تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا باقی بچ نکلے۔وہ اپنی جماعت کے پاس آئے انہیں خبر کی، سب لوگ اطراف میں منتشر ہوگئے ،ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا وہ سب صحیح سالم واپس ہوئے،اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے ،اس جھڑپ میں کسی کو زخم تک نہ آیا ابوسلمہ ان سب کو مدینے لے آئے۔[طبقات ابن سعد: ۵۰/۲]

◉ سریہ عبداللہ بن انیسؓ (محرم ۴ ہجری)

رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی کہ سفیان بن خالد الہذلی نے جو عرنہ اوراس کے قرب وجوار میں اُترا کرتا تھا اپنی قوم کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیسؓ کو ۴ ہجری ماہ محرم میں بروز دوشنبہ مدینے سے روانہ کیا کہ وہ اسے قتل کردیں۔

انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرمادیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاؤ گے اس سے پریشان ہوجاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آجائے گا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے لیے کوئی حیلہ اختیار کرنے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔

کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے آپ کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا جب عرنہ پہنچا تو اسے دیکھا کہ وہ جارہا تھا اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہوگئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا اور ڈر گیا خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہوگیا ، مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ اوراس کے رسولؐ سچے ہیں۔

اس نے میرے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ میں بنی خزاعہ کا ہی ایک فرد ہوں اور نبی ﷺ کے خلاف لڑنے کے لئے تمہارے گروہ میں شامل ہوں اس نے ساتھ چلتے چلتے ہوئے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ میں ان کے مقابلے کی تیاری کررہا ہوں میری باتوں سے وہ بڑا متاثر ہوا یہاں تک کہ ہم اس کے خیمے تک پہنچ گئے باقی لوگ اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے تو میں نے اسے اکیلا پا کر قتل کردیا اوراس کا سر لے کر وہاں سے نکلا۔

میں ایک پہاڑ کے غار میں داخل ہوگیا اور مکڑی نے غار کے منہ پر پر جالا لگادیا، بہت تلاش ہوئی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور واپس ہونے کے لئے پلٹ گئے میں نکلا،رات بھر چلتا رہتا اور دن کو کہیں چھپ جاتا یہاں تک کہ مدینے آگیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور دعا دی میں نے اس کا سر آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا اور پورا واقعہ سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔

آپ ﷺ نے مجھے عصا عطا فرمایا اور فرمایا کہ اسے پکڑ کے جنت میں چلے جاؤ۔ کہتے ہیں وہ عصا ان کے پاس آخری عمر تک رہا، جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ [طبقات ابن سعد: ۵۰/۲]

◉ غزوہ ذات الرقاع (محرم ۵ ہجری)

رسول اللہ ﷺ ہجرت کے پانچویں① سال ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک شخص مدینے میں اپنا مال تجارت لایا اس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار ثعلبہ نے مقابلے کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا اور ۱۰ محرم کو چار سو یا سات سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ چلتے چلتے ان کے مقام پر جو ذات الرقاع میں تھا آگئے، یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی وسیاہی وسفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل کے قریب السعد اور الشقرۃ کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے ان مقامات پر سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا جنہیں گرفتار کرلیا گیا ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ اعراب پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، نماز کا وقت آیا تو حملہ کے خوف سے رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ آپ ﷺ نے نماز خوف پڑھی۔

رسول اللہ ﷺ مدینے کا ارادہ کرکے واپس ہوئے آپ ﷺ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی سفر میں ایک اُوقیہ کا اُونٹ خریدا اور مدینے تک اس کی سواری کی شرط کردی ان سے ان کے والد کا قرض دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے اسی شب میں پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے جعال بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوشخبری دینے کے لئے مدینہ روانہ کیا آپ ﷺ ۲۵ محرم کو صرار پہنچے جو مدینے سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

مشرکین مکہ میں ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی اس نے وہ لی اور سونت لی اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا پھر مجھ سے آپ ﷺ کو کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا، اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں کردی اور لٹکا دی۔ [طبقات ابن سعد: ۶۱/۲]

◉ سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ قرطاء کی طرف (محرم ۶ ہجری)

احزاب وقریظہ کی جنگوں سے فراغت کے بعد یہ پہلا سریّہ ہے جس کی روانگی عمل میں آئی یہ تیس آدمیوں کی مختصر

① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس غزوہ کے وقوع بارے ابن سعد، ابن حبان، ابن اسحاق اور امام بخاری کے استدلالات ذکر کرنے کے بعد امام بخاری کی رائے جو کہ خیبر کے بعد کے وقوع کی ہے اور وہ ۷ ہجری بنتا ہے کو راجح قرار دیا ہے۔
دیکھئے: [فتح الباری: ۷/۴۱۷، ۴۱۸] [طاہر]

سی نفری پر مشتمل تھا۔اس سریّہ کو نجد کے اندر' بکرات' کے علاقہ میں ضریہ کے آس پاس 'قرطا' نامی مقام پر بھیجا گیا تھا۔ضریہ اور مدینہ کے درمیان سات رات کی مسافت کا فاصلہ ہے۔اس سریّہ کی روانگی ۱۰ محرم سنہ ۶ ہجری کو عمل میں آئی تھی اور نشانہ بنوبکر بن کلاب کی ایک شاخ تھی۔مسلمانوں نے چھاپہ مارا تو دشمن کے سارے اَفراد بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے چوپائے اور بکریاں ہانک لیں اور محرم میں ایک دن باقی تھا کہ مدینہ آ گئے۔یہ لوگ بنوحنفیہ کے سردار ثمامہ بن اُثال حنفی کو بھی گرفتار کر لائے تھے۔وہ مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے نکلے تھے۔[سیرت حلبیہ: ۲/۲۹۷] لیکن مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور مدینہ لاکر مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا: ثمامہ اپنے معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا: اے محمد! میرے نزدیک خیر ہے۔اگر تم قتل کرو تو ایک خون والے کو قتل کرو گے اور اگر اِحسان کرو تو ایک قدردان پر احسان کرو گے اور اگر فدیہ کے طور پر مال چاہتے ہو تو جو چاہو مانگ لو۔اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں اسی حال میں چھوڑ دیا۔آپ ﷺ نے اس سے تین دفعہ یہی سوال کیا تو اس کا وہی جواب تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہؓ کو کہا کہ ثمامہ کو آزاد کردو، انہوں نے آزاد کردیا۔ثمامہ مسجد نبوی کے قریب کھجور کے ایک باغ میں گئے غسل کیا اور آپ ﷺ کے پاس واپس آ کر مشرف باسلام ہوگئے۔پھر کہا کہ خدا کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ میرے نزدیک آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا، لیکن اب آپ ﷺ کا چہرہ دوسرے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔

آپ ﷺ کے سواروں نے مجھے اس حالت میں گرفتار کیا تھا کہ میں عمرہ کا ارادہ کر رہا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش رہو! اور حکم دیا کہ عمرہ کرلیں جب وہ دوبارہ دیارِ قریش میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ثمامہ بددین ہوگئے ہو؟ ثمامہ نے کہا نہیں! بلکہ میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا ہوں؛ اور سنو! خدا کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آسکتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی اِجازت نہ دے دیں۔یمامہ اہل مکہ کے لئے کھیت کی حیثیت رکھتا تھا۔حضرت ثمامہ نے وطن واپس جاکر مکہ کے لئے غلہ کی روانگی بند کردی جس سے قریش سخت مشکلات میں پڑ گئے اور رسول اللہ ﷺ کو قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے لکھا کہ ثمامہ کو لکھ دیں کہ وہ غلے کی روانگی بند نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔[زاد المعاد: ۲/۱۱۹]

◉ غزوۂ خیبر (محرم ۷ ہجری)

خیبر مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔یہاں قلعے بھی تھے اور کھیتیاں بھی۔جب رسول ﷺ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں جنگ اَحزاب کے تین بازوؤں میں سے سب مضبوط بازو (قریش) کی طرف سے پوری طرح محفوظ و مامون ہوگئے تو آپؐ نے چاہا کہ دوسرے دو بازوؤں یہود اور قبائل نجد سے بھی حساب کتاب چکا لیں تاکہ دو جانب سے اَمن و سلامتی حاصل ہوجائے اور پورے علاقے میں سکون کا دور دورہ ہو اور مسلمان خونریز کشمکش سے نجات پاکر اللہ کی پیغام رسانی اور اس کی دعوت کے لئے فارغ ہوجائیں۔چونکہ خیبر سازشوں کا گڑھ، فوجی انگیخت کا مرکز اور لڑانے بھڑانے اور جنگ کی آگ بھڑکانے کا مرکز تھا اس لئے سب سے پہلے یہی مقام مسلمانوں کی نگہِ التفات کا مستحق بنا۔

سوال یہ ہے کہ خیبر واقعۃً ایسا تھا یا نہیں تو اس سلسلے میں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ اہل خیبر ہی تھے جو جنگ

خندق میں مشرکین کے تمام گروہوں کو مسلمانوں پر چڑھالائے تھے۔ پھر یہی تھے جنہوں نے بنوقریظہ کو غدر وخیانت پر آمادہ کرلیا تھا۔ نیز یہی تھے جنہوں نے اسلامی معاشرے کے پانچویں کالم منافقین سے اور جنگ اُحزاب کا تیسرے بازو بنوغطفان اور بدوؤں سے پیہم رابطہ قائم کررکھا تھا اور خود بھی جنگ کی تیاریاں کررہے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ان حالات سے مجبور ہوکر مسلمانوں کو بار بار فوجی مہمیں بھیجنی پڑیں۔ اور ان کے سربراہ 'سلام بن ابی الحقیق' اور 'اسیر بن زارم' کا صفایا کرنا پڑا تھا۔

◉ خیبر کو روانگی

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے واپس آکر ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کے چند دن مدینہ میں قیام فرمایا اور پھر محرم کے باقی ماندہ اَیام میں خیبر کے لئے روانہ ہوگئے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ خیبر اللہ کا وعدہ تھا جو اس نے اپنے ارشاد کے ذریعے فرمایا تھا۔

﴿ وَعَدَكُمُ اللهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَاخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ ﴾ [الفتح:۲۰]

''اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سے اموالِ غنیمت کا وعدہ کیا ہے جسے تم حلال کروگے تو اس کو تمہارے لئے فوری طور پر عطا کردیا۔''

◉ اسلامی لشکر کی تعداد

چونکہ منافقین اور کمزور ایمان کے لوگ سفر حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اختیار کرنے کی بجائے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو ان کے بارے میں حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ اِذَا انطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ اَنْ يُّبَدِّلُوا كَلٰمَ اللهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ اِلَّا قَلِيلًا ﴾[الفتح:۱۵]

''جب تم مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے جانے لگوگے تو یہ پیچھے چھوڑے گئے لوگ کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات بدل دیں۔ ان سے کہہ دینا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکوگے۔ اللہ نے پہلے ہی یہ بات کہہ دی ہے (اس پر) یہ لوگ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو۔ (حالانکہ حقیقت یہ ہے) کہ یہ لوگ کم ہی سمجھتے ہیں۔''

چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر روانگی کا ارادہ فرمایا تو اعلان فرمایا کہ آپؐ کے ساتھ صرف وہی آدمی روانہ ہوسکتا ہے جسے واقعتاً جہاد کی رغبت اور خواہش ہے۔ اس اعلان کے نتیجہ میں آپ کے ساتھ صرف وہی لوگ جاسکے جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعتِ رضوان کی تھی اور ان کی تعداد صرف ۱۴۰۰ تھی۔

انہی دنوں حضرت ابوہریرہؓ بھی مسلمان ہوکر مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت حضرت سباع بن عرفطہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوہریرہؓ ان کی خدمت میں پہنچے انہوں نے توشتہ فراہم کردیا اور حضرت ابوہریرہؓ خدمت نبویؐ میں حاضری کے لئے خیبر کی طرف چل پڑے جب خدمتِ نبویؐ میں پہنچے تو (خیبر فتح ہوچکا تھا) رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کرکے ان کو بھی مالِ غنیمت میں شریک کرلیا۔

◉ اسلامی لشکر خیبر میں

مسلمانوں نے آخری رات جس کی صبح جنگ شروع ہوئی خیبر کے قریب گزاری، لیکن یہود کو کانوں کان خبر نہ

ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس پہنچتے تو صبح ہوئے بغیر ان کے قریب نہ جاتے۔ چنانچہ اس رات جب صبح ہوئی تو آپ نے اندھیرے میں صبح کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد مسلمان سوار ہوکر خیبر کی طرف بڑھے ادھر اہل خیبر کھیتی باڑی کے لئے نکلے تو اچانک لشکر دیکھ کر چیختے ہوئے شہر کی طرف بھاگے کہ خدا کی قسم محمد لشکر سمیت آ گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے (یہ منظر دیکھ کر) فرمایا: اللہ اکبر، خیبر تباہ ہوا، اللہ اکبر خیبر تباہ ہوا۔

جس رات خیبر کی حدود میں رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے فرمایا: میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ ہر آدمی یہی آرزو باندھے اور آس لگائے تھا کہ جھنڈا اسے مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؓ کہاں ہیں؟ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ان کی تو آنکھ آئی ہوئی ہے۔ فرمایا: انہیں بلا لاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی وہ شفایاب ہوگئے پھر انہیں جھنڈا عطا فرمایا: اور کہا کہ سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو بخدا تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دیں تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

حضرت علیؓ مسلمانوں کی فوج لے کر اس قلعے کے سامنے پہنچے اور یہود کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے مسترد کردی اور اپنے بادشاہ کی کمان میں مسلمانوں کے مدمقابل آ کھڑے ہوئے۔ میدان جنگ میں اُتر کر پہلے مرحب نے مبارزت دی جس کی کیفیت سلمہ بن اکوعؓ نے یوں بیان کی ہے:

قد علمتْ خيبرُ إلى مَرحَبُ
شاكى السلاح بطل مجَّرِب
إذا الحروب أقبلت تَلَهَّبُ

''خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار پوش، بہادر اور تجربہ کار! جب جنگ و پیکار شعلہ زن ہو۔''

اس کے مقابل حضرت عامر نمودار ہوئے اور فرمایا:

قد علمتْ خيبر أني عامر
شاكى السلاح بطلٌ مغَامرٌ

''خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیار پوش، شہ زور اور جنگجو۔''

حضرت عامرؓ نے مرحب پر وار کیا ان کی تلوار جس سے یہودی کی پنڈلی پر وار کرنا چاہتے تھے تلوار چھوٹی ہونے کے سبب اس کا سرا ان کے گھٹنے پر آ لگا اور بالآخر اسی زخم سے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت عامرؓ کے بعد حضرت علیؓ مرحب کے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے اور یہ اشعار کہے۔

أنا الذى سمّتنى أمى حيدره
كليث غابات كريه المنظره
أوفيهم بالصاع كيل السندره

''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے جنگل کے شیر کی طرح خوفناک میں انہیں صاع کے بدلے گندم کی ناپ پوری کرلوں گا''

اس کے بعد مرحب کے سر پر تلوار ماری کہ وہیں ڈھیر ہوگیا اور خیبر فتح ہوا۔

⦿ ابوالحقیق کے بیٹوں کی بدعہدی اور ان کا قتل

ابوالحقیق کے دو بیٹوں نے بہت سا مال غائب کردیا ایک کھال غائب کردی جس میں مال اور حُیی بن اَخطب کے زیورات تھے۔ اسے حُیی بن اَخطب مدینہ سے بنونضیر کی جلاوطنی کے وقت ہمراہ لایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس کنانہ بن ابی الحقیق لایا گیا۔ اس کے پاس بنونظیر کا خزانہ تھا، لیکن آپ نے دریافت کیا تو اس نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ اسے خزانہ کی جگہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ اس کے بعد ایک یہودی نے بتایا کہ میں کنانہ کو روزانہ اس ویرانے کا چکر لگاتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کنانہ سے فرمایا: اگر خزانہ تمہارے پاس سے برآمد ہوا تو پھر ہم تمہیں قتل کردیں گے اس نے کہا جی ہاں! آپؐ نے ویرانہ کھودنے کا حکم دیا اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا اسی وجہ سے اسے قتل کردیا گیا۔

⦿ حضرت صفیہ سے شادی

حضرت صفیہ کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بدعہدی کے سبب قتل کردیا گیا تو حضرت صفیہ قیدی عورتوں میں شامل کرلی گئیں۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی دے دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بنت حُیی کو منتخب کرلیا۔ ایک آدمی نے آپؐ کے پاس آکر عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! آپ نے بنی قریظہ اور بنونضیر کی سیّدہ صفیہ کو دحیہ کے حوالے کردیا ہے حالانکہ وہ تو صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ سمیت بلاؤ۔ آپ نے انہیں دیکھ کر حضرت دحیہ سے فرمایا کہ تم کوئی اور لونڈی لے لو۔ پھر حضرت صفیہ پر اسلام پیش کیا اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد انہیں آزاد کرکے ان سے شادی کرلی اور ان کی آزادی کو ہی حق مہر قرار دیا۔

[الرحيق المختوم، ص؟؟؟]

⦿ غزوہ وادی القریٰ (محرم ۷ ہجری)

رسول اللہ ﷺ خیبر سے فارغ ہوئے تو وادی القریٰ تشریف لے گئے وہاں بھی یہودیوں کی ایک جماعت تھی ان کے ساتھ عرب کی ایک جماعت شامل ہوگئی تھی۔ جب مسلمان وہاں اترے تو یہود نے آپ ﷺ کی جماعت پر تیر اندازی کی جس میں آپ ﷺ کا ایک غلام شہید ہوا لوگوں نے کہا اس کے لئے جنت مبارک ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے جنگ خیبر میں مال غنیمت کا مال کی تقسیم سے پہلے ایک چادر چرالی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سنا تو ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ ایک تسمہ یا دو تسمے آگ کے ہیں۔ [صحيح البخاري:۶۰۸/۲]

نبی کریم ﷺ نے جنگ کے لئے صحابہ کرامؓ کی ترتیب اور صف بندی کی۔ پورے لشکر کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہؓ کے حوالے کیا ایک پرچم خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو دیا اور تیسرا پرچم عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہ کو دیا اس کے بعد آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول نہ کیا اور ان کا ایک آدمی میدان جنگ میں اترا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا اس طرح ان کے گیارہ آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے وادی القریٰ میں چار روز قیام فرمایا جو مال غنیمت ہاتھ آیا اسے صحابہؓ پر تقسیم کر دیا البتہ زمین اور کھجور کے باغات کو یہود کے پاس رہنے دیا۔ [الرحیق المختوم ص۳۹۱]

◉ سریہ عیینہ بن حصن الفزاریؓ (محرم ۹ ہجری)

محرم سنہ ۹ ہجری عیینہ بن حصن الفزاری کو پچاس سواروں کی کمان دے کر بنوتمیم کے پاس بھیجا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ بنوتمیم نے قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی اَدائیگی سے روک دیا تھا اس مہم میں کوئی مہاجر اور انصاری نہ تھا۔

وہ رات کو چلتے اور دن کو چھپتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ صحرا میں بنوتمیم پر ہلہ بول دیا وہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان کے گیارہ آدمی، اکیس عورتیں اور تیس کے قریب بچے گرفتار ہوئے۔ جنہیں مدینہ لا کر رملہ بنت الحارثؓ کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔

پھر ان کے سلسلے میں بنوتمیم کے دس سردار آئے اور نبی کریم ﷺ کے دروازے پر جا کر یوں آواز لگائی: اے محمد ﷺ! ہمارے پاس آؤ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو یہ لوگ آپ سے چمٹ کر باتیں کرنے لگے۔ پھر آپ ان کے ساتھ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے فخر ومباہات کی خواہش ظاہر کی اور اپنے خطیب عطارد بن حاجب کو پیش کیا اس نے تقریر کی رسول اللہ ﷺ نے خطیب اسلام حضرت ثابت بن قیس بن شماس کو حکم دیا اور انہوں نے جوابی تقریر کی اس کے بعد انہوں نے اپنے شاعر زبرقان بن بدر کو آگے بڑھایا اور اس نے کچھ فخریہ اشعار کہے۔ اس کا جواب شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ نے دیا۔

جب یہ دونوں خطیب اور دونوں شاعر فارغ ہو چکے تو اقرع بن حابس نے کہا: ان کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ پرزور اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے زیادہ پرگو ہے۔ ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ اونچی ہیں اور ان کی باتیں ہماری باتوں سے زیادہ بلند پایہ ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین تحائف سے نوازا اور ان کی عورتیں اور بچے انہیں واپس کر دیئے۔ [طبقات ابن سعد: ۲/۱۶۰]

[متفرقات]

◉ شعب ابی طالب میں محصوری (محرم ۷ نبوت)

صرف چار ہفتے یا اس سے بھی کم مدت میں مشرکین کو چار بڑے دھچکے لگ چکے تھے، یعنی حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کیا، اور محمد ﷺ نے ان کی پیش کش یا سودے بازی مسترد کی، قبیلہ بنی ہاشم و بنی مطلب کے سارے ہی افراد نے ایک ہو کر نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا عہد و پیمان کیا۔ اس سے مشرکین چکرا گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ چھوڑ کر ظلم کی ایک اور راہ تجویز کی۔ جو ان کی اب تک کی تمام ظالمانہ کاروائیوں سے زیادہ سنگین تھی۔

مشرکین نے اس بائیکاٹ کی دستاویز کے طور پر ایک صحیفہ لکھا جس میں اس بات کا عہد کیا گیا تھا کہ اسے بنی ہاشم کی طرف سے کبھی کسی صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے نہ ان کے ساتھ مروت برتیں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے مشرکین کے حوالے نہ کر دیں۔

بہرحال یہ صحیفہ خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا ابولہب کے سوا بنی ہاشم اور بنی مطلب کے سارے افراد خواہ مسلمان رہے ہوں یا کافر سمٹ کر شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے یہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتویں سال محرم کی

چاندرات کا واقعہ ہے۔

اس بائیکاٹ کے نتیجے میں حالات نہایت سنگین ہوگئے۔ غلے اور سامان خورد ونوش کی آمد بند ہوگئی۔ محصورین کی حالت نہایت پتلی ہوگئی، انہیں پتے اور چمڑے کھانے پڑے۔ فاقہ کشی کا حال یہ تھا کہ بھوک سے بلکتے بچوں اور عورتوں کی آوازیں گھاٹی کے باہر سنائی پڑتی تھیں۔[الرحیق المختوم،ص۱۸۹]

◉ بائیکاٹ کا خاتمہ (محرم ۱۰ نبوت)

ان حالات پر پورے تین سال گزر گئے اس کے بعد محرم سنہ ۱۰ نبوت میں صحیفہ چاک کئے جانے اور ظالمانہ عہد و پیمان کو ختم کئے جانے کا واقعہ پیش آیا۔

اس کی وجہ یہی تھی کہ شروع ہی سے قریش کے کچھ لوگ اس عہد و پیمان سے راضی تھے تو کچھ ناراض بھی تھے اور ان ناراض لوگوں نے ہی صحیفے کو چاک کرنے کی تگ و دو کی۔ اس کا اصل محرک قبیلہ بن عامر کا ہشام بن عمرو نامی ایک شخص تھا یہ رات کی تاریکی میں چپکے چپکے شعب ابی طالب میں غلہ بھیج کر بنو ہاشم کی مدد بھی کیا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس صحیفے کے بارے میں خبر دے دی تھی کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کیڑے بھیج دیئے ہیں۔ جنہوں نے ظلم وستم اور قرابت شکنی کی ساری باتیں چٹ کردی ہیں اور صرف اللہ عزوجل کا نام چھوڑا ہے۔

ادھر ابوجہل اور باقی لوگوں کی نوک جھونک ختم ہوئی تو مقعم بن عدی صحیفہ چاک کرنے کے لئے اٹھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ واقعی کیڑوں نے اس کا صفایا کردیا ہے۔ صرف باسمک اللّٰہم باقی رہ گیا ہے۔ اس کے بعد صحیفہ چاک ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ اور بقیہ تمام حضرات شعب ابی طالب سے نکل آئے اور مشرکین نے آپؐ کی نبوت کی عظیم الشان نشانی دیکھ لی لیکن اس کے باوجود ان کا رویہ ویسا ہی رہا۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾ [القمر:۲]

''اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو رخ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو چلتا پھرتا جادو ہے۔'' [الرحیق المختوم،ص۱۹۱]

◉ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا حضرت علیؓ سے نکاح (محرم ۲ ہجری)

فاطمہ رضی اللہ عنہا سن ۱ نبوی سے ۳ ہجری تک اپنے میکے میں رہیں، چونکہ ان سے بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور سب سے بڑی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابوالعاص سے ہوچکی تھی۔ اسلئے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو پدر بزرگوار کے کاشانۂ اقدس میں زندگی بسر کرنے کا عرصہ تک موقع ملا۔ مدینہ منورہ آکر محرم[①] ۲ ہجری میں حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ اب صرف حضرت اُم کلثومؓ کاشانہ نبوی میں باقی رہ گئی تھیں۔

[الإصابۃ:۸/۲۶۲]

◉ سید یمامہ، ثمامہ بن اثال کی گرفتاری (محرم ۶ ہجری)

ثمامہ بن اثال، نبی کریم ﷺ اور آپ کے دین اسلام کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ محرم ۶ ہجری میں مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے نکلے [السیرۃ الحلبیۃ:۲/۲۹۷] ادھر نبی کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ ''ضریہ'' کے اطراف میں بنی بکر بن کلاب کی تادیب کے لئے بھیجا تھا۔ سواروں

① ابن حجرؒ نے عمر بن علی کے طریق سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح رجب میں ہونا بھی ذکر کیا ہے دیکھئے: [الإصابۃ:۸/۲۶۲] (طاہر)

نے واپس آتے ہوئے راستہ سے ثمامہ کو پالیا۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر کے مدینہ لے آئے اور مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی کریم ﷺ وہاں سے گزرے تو فرمایا: ''ثمامہ کیا کہتے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''اے محمد! میرے نزدیک خیر ہے، اگر قتل کرو تو ایک خون (قصاص) والے کو قتل کرو گے اور اگر احسان کرو تو ایک قدرداں پر احسان کرو گے اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو، جو چاہو گے دیا جائے گا۔''

اس کے بعد انہیں اسی حال میں چھوڑ دیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ثمامہ کو چھوڑ دو''

صحابہؓ نے انہیں چھوڑ دیا، انہوں نے غسل کیا اور مسلمان ہو گئے۔ پھر کہا: ''واللہ! آج سے پہلے روئے زمین پر کوئی چہرہ میرے نزدیک آپ کے چہرے سے زیادہ قابل نفرت نہ تھا، لیکن اب آپ کا چہرہ میرے نزدیک دوسرے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اور واللہ! آج سے پہلے روئے زمین پر کوئی دین میرے نزدیک آپ ﷺ کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا، مگر اب آپ کا دین میرے نزدیک دوسرے تمام ادیان سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔''

پھر واپسی پر حضرت ثمامہؓ عمرہ کے لئے مکہ گئے تو قریش نے انہیں اسلام لانے پر ملامت کی۔

انہوں نے کہا: ''واللہ! تمہارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا، جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت نہ دے دیں۔''

چنانچہ واپسی کے بعد انہوں نے اہل مکہ کے لئے گیہوں بیچنے کی ممانعت کردی، جس سے وہ مشکل میں پڑ گئے، حتیٰ کہ نبی ﷺ کو قرابت کا واسطہ دے کر لکھا کہ آپ ثمامہ کو لکھ دیں، وہ گیہوں بیچنے کی اجازت دے دیں۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔[صحیح بخاری:۴۳۷۲،فتح الباری:۸/۸۸]

◉ اُم حبیبہؓ سے نبی کریم ﷺ کا نکاح (محرم ۷ ہجری)

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا رملہ بنت ابی سفیانؓ عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں اور اس کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئی، لیکن عبیداللہ نے وہاں جانے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا اور پھر وہیں انتقال کر گیا، لیکن اُم حبیبہؓ اپنے دین اور اپنی ہجرت پر قائم رہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے محرم سنہ ۷ ہجری میں عمرو بن اُمیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تو نجاشی کو یہ پیغام بھی دیا کہ اُم حبیبہؓ سے آپ کا نکاح کر دے۔ اس نے اُم حبیبہ کی منظوری کے بعد ان سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا اور شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔[الرحیق المختوم،ص ۷۵۹]

◉ سلاطین کو دعوت اسلام (محرم ۷ ہجری)

۶ ہجری کے اُخیر میں آپ جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مختلف فرماں رواؤں کے نام خطوط لکھ کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔ آپ نے معلومات رکھنے والے تجربہ کار صحابہ کرامؓ کو بطور قاصد منتخب فرمایا آپ نے یہ قاصد خیبر روانگی سے چند دن پہلے محرم ۷ ہجری کو روانہ فرمائے تھے۔ ذیل میں وہ خطوط اور ان کے اثرات پیش کئے جاتے ہیں:

* نجاشی شاہ حبش کے نام

نبی کریم ﷺ نے یہ نامہ عمرو بن امیہ ضمریؓ کے بدست روانہ فرمایا۔ یہ عیسائی تھے، لیکن شروع سے ہی اسلام کی طرف مائل تھے۔ جب حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے رسول ﷺ کا خط نجاشی کے حوالے کیا تو نجاشی نے اسے لے کر آنکھ پر رکھا اور تخت سے زمین پر اتر آیا اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

✻ **مقوقس شاہ مصر کے نام**

نبی کریم ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے لئے خط دے کر روانہ فرمایا تھا۔ نامہ گرامی یہ ہے:
بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقوقس کی جانب اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔
اما بعد! ...... میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اسلام لاؤ گے تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا، لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم پر اہل قبط کا بھی گناہ ہوگا۔
مقوقس نے آپ ﷺ کے قاصد کا احترام کیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں دو لونڈیاں بھیج دیں اور سواری کیلئے ایک خچر بھی بھیج دیا۔ جبکہ مقوقس نے اسلام قبول نہیں کیا۔

✻ **قیصر شاہ روم کے نام**

رسول اللہ ﷺ نے ہرقل شاہ روم کے پاس ایک خط لکھا جسے قیصر تک حضرت دحیہ کلبیؓ نے پہنچایا۔
حضرت دحیہ کلبیؓ محرم الحرام ۷ ہجری میں بیت المقدس پہنچے اور حاکم بصریٰ کے توسط سے قیصر روم کے دربار میں پہنچ کر آپ ﷺ کا دعوت نامہ پہنچایا جس میں آپ ﷺ نے لکھا تھا:
''محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے، ہرقل حاکم روم کے نام!
سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرتے۔
میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔ اللہ دوہرا اجر دے گا، روگردانی کرو گے، تو تیری تمام رعیت کے اسلام نہ لانے کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔
ہرقل نے ابوسفیان بن حرب جو ان دنوں لشکر قریش کا کمان دار اعظم تھا اور تجارت کے سلسلے میں فلسطین آیا ہوا تھا۔ اپنے دربار میں طلب کر کے آپ کی ذات، خاندان، حسب ونسب کے متعلق سوالات کئے، پھر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی، لیکن اپنے درباریوں اور روٴسا کے خوف سے اسلام قبول نہ کیا۔ [البدایۃ والنہایۃ: ۲۶۳/۴ تا ۲۸۰]

✻ **حارث بن ابی شمر غسانی حاکم دمشق کے نام**

نبی کریم ﷺ نے حضرت شجاع بن وھب کے ہاتھ خط دے کر روانہ کیا جس میں حارث غسانی کو اسلام کی دعوت کے لئے لکھا تھا جب خط حارث کے حوالے کیا گیا تو اس نے کہا: ''مجھ سے میری بادشاہت کون چھین سکتا ہے۔؟''
[الرحیق المختوم، ص ۵۸۲]

◉ ابوالعاصؓ بن الربیع کا قبولِ اسلام (محرم ۷ ہجری)

ابوالعاصؓ نے شروع میں تو خاندان اور قبیلہ کا ساتھ دیا، لیکن ان کی طرف منسوب اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے سچی محبت رکھتے تھے۔ اس لئے وہ اندر سے اسلام قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔ اللہ نے جلد ہی اس کا موقع بھی پیدا فرما دیا۔

جمادی الاول ۶ ہجری میں جب وہ ایک قریشی قافلے کے ہمراہ جا رہے تھے، حضرت زیدؓ بن حارثہ کی ماتحتی میں جانے والے ایک لشکر نے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں ساز وسامان سمیت گرفتار کر کے مدینہ منورہ لایا گیا۔ ابوالعاصؓ سیدھے حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔

جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو حضرت زینبؓ نے دروازے پر کھڑے ہوکر بآواز بلند کہا ''میں نے ابوالعاصؓ کو پناہ دے دی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے سنا تو صحابہؓ سے فرمایا:

''جو آواز میں نے سنی ہے کیا تم نے بھی سنی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام ایمان والے ایک جیسے حقوق و اختیارات رکھتے ہیں اور مسلمانوں کا ایک فرد بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے، پھر فرمایا: ''جسے زینب نے پناہ دے دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دے دی ہے۔'' [ابن سعد:۳/۱]

نبی کریم ﷺ گھر آئے تو حضرت زینبؓ نے آپ سے کہا۔ ابا جان! اسے مال واپس کردیا جائے، چنانچہ آپؐ نے ابوالعاص کا مال واپس کردیا، البتہ اپنی لخت جگر کو ہدایت فرمائی کہ جب تک ابوالعاص مشرکانہ مذہب پر قائم ہے وہ اسے اپنے قریب نہ آنے دیں۔

ابو العاصؓ غیرت وحمایت والا قریشی نوجوان تھا، اس طرزِ عمل نے اسے اسلام کا گرویدہ کردیا۔ چنانچہ وہ مکہ گیا، جن لوگوں کا اس کے پاس سامان تھا وہ واپس کیا اور محرم ۷ ہجری میں ہجرت کرکے مدینہ منورہ آ گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا جس پر آپؐ نے حضرت زینبؓ کو ان کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ [الإصابة:۱۵۲/۸]

◉زکوۃ کی وصولی کے لئے عمال کی روانگی (محرم ۹ ہجری)

سنہ ۹ ہجری کا ہلالِ محرم طلوع ہوتے ہی آپؐ نے قبائل کے پاس صدقات کی وصولی کے لئے عمال روانہ فرمائے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ (بنوتمیم)
- یزید بن الحصین رضی اللہ عنہ (اسلم اور غفار)
- عباد بن بشیر اشہلی رضی اللہ عنہ (سلیم اور مزنیہ)
- رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ (جہینہ)
- عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (بنوفزارہ)
- ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ (بنو کلاب)
- بشیر بن سفیان رضی اللہ عنہ (بنوکعب)
- ابن اللتبیہ بن ازدی رضی اللہ عنہ بن ذبیان
- مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ شہر صنعا (ان کی موجودگی میں ان کے خلاف اَسود عنسی نے صنعاء میں خروج کیا تھا)
- زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ (علاقہ حضر موت)
- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (طی اور بنواسد)
- مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ (بنوحنظلہ)
- زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ (بنوسعد کی ایک شاخ)
- قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بنوسعد کی ایک شاخ)
- علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ (علاقہ بحرین)
- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علاقہ نجران (زکوۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لئے)

واضح رہے کہ یہ سارے عمال محرم سنہ ۹ ہجری میں روانہ نہیں کردیئے گئے تھے بلکہ بعض کی روانگی تاخیر سے اس وقت عمل میں آئی تھی جب متعلقہ قبائل نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ البتہ اس اہتمام کے ساتھ ان عمال کی روانگی کی ابتداء محرم سنہ ۹ ہجری میں ہوئی تھی اور اسی سے صلح حدیبیہ کے بعد اسلامی دعوت کی کامیابی کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ [الرحیق المختوم،ص۶۸۱]

◉وفد نخع (محرم ۱۱ ہجری)

نخع قبیلہ نے اپنے میں سے دو آدمیوں کو ان کی طرف سے اسلام قبول کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا

ان دو آدمیوں میں سے اَرطاۃ بن شراحیلؓ دوسرے ارقم تھے۔ یہ دونوں نبی کریمؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ان دونوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ پر بڑا تعجب ہوا۔ کیا تم اپنے پیچھے اپنے جیسے لوگ چھوڑ آئے ہو۔ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری قوم کے ستر افراد بھی پیچھے ہیں وہ سب کے سب ہم سے بھی بہتر ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کا جھنڈا اَرطاۃ کے ہاتھ میں تھمادیا جو فتح مکہ کے دن بھی ان کے ہاتھ میں تھا۔ یہی ارطاۃؓ قادسیہ میں شریک ہوئے اور شہید کر دیئے گئے ان کی شہادت کے بعد جھنڈا ان کے بھائی دریدؓ کے سپرد ہوا وہ بھی شہید کر دیئے گئے تو پھر سیف بن حارثؓ کے سپرد ہوا۔

اس قوم کے دو سو مرد نصف محرم ۱۱ ہجری کو رسول ﷺ کے پاس پہنچے اور اسلام قبول کیا۔

[طبقات ابن سعد: ۳۴۶/۱]

☆……☆……☆